احادیث، کتبِ فقہ اور فتاویٰ کی روشنی میں شوال کے شش روزوں کی تحقیق:

سوال: شوال کے چھ روزوں سے متعلق احادیث اور کتبِ فقہ سے تحقیق درکار ہے؟

الجواب: شوال کے چھ روزوں کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے۔

ملاحظہ فرمائیں چند احادیث درجِ ذیل ہیں:

(۱) عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه أنه حدثه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من صام رمضان ثم أتبعه ستاً من شوال كان كصيام الدهر. (رواه مسلم:۱/۳۶۹،باب استحباب صوم من ستة شوال۔والترمذی:۱/۱۵۸،باب ماجاء فی صیام ستة ایام من شوال۔وابوداود:۱/۳۳۰،باب فی صوم ستة ایام من شوال۔وابن ماجة:۱/۱۲۳).

(۲) عن ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال:" من صام ستة أيام بعد الفطر كان تمام السنة من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها. (رواه ابن ماجة:۱/۱۲۳،باب ستة ایام من شوال).

(۳) عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" من صام رمضان و أتبعه ستاً من شوال، خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه. (اخرجه الطبرانی فی الاوسط:۸/۲۷۵/۸۶۲۲) واخرجه البیهقی فی سننه الکبری:۴/۲۹۲۔والنسائی فی الکبری:۲/۱۶۳۔والطبرانی فی الکبیر:۲/۱۲۵۔والبیهقی فی شعب الایمان:۸/۲۴۵۔وابوعوانة:۶/۳۶،باب بیان ثواب من صام رمضان۔وابن خزیمة:۷/۴۸۰،جماع ابواب صوم التطوع۔وابوداود الطیالسی:۲/۱۲۵۔واحمد:۵/۲۹۷،حدیث ابی ایوب الانصاریؓ۔والدارمی:۵/۲۹۷،باب فی صیام الستة من شوال).

نیز فقہاء نے بھی ان روزوں کو مستحب قرار دیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں مراقی الفلاح میں ہے:

وأما القسم الرابع وهو المندوب....ومنه صوم ست من شهرشوال.... (مراقی الفلاح:۲۳۰،کتاب الصوم،بیروت).

شامی میں ہے:

قال صاحب الهداية في كتابه التجنيس: أن صوم الستة بعد الفطر متتابعة منهم من كرهه، والمختار أنه لا بأس به لأن الكراهة إنما كانت لأنه لا يؤمن من أن يعد ذلك من

رمضان فيكون تشبهاً بالنصارى والآن زال ذلك المعنى ، ومثله في كتاب النوازل لأبي الليث، والواقعات للحسام الشهيد، والمحيط البرهاني ، والذخيرة ، وفي الغاية عن الحسن بن زياد: أنه كان لا يرى بصومها بأساً ويقول كفىٰ بيوم الفطر مفرقاً بينهن وبين رمضان ، وفيها أيضاً عامة المتأخرين لم يروا به بأساً. . .وتمام ذلك في رسالة " تحرير الأقوال في صوم الست من شوال " للعلامة قاسم وقد رد فيها على ما في منظومة التباني وشرحها من عزوه الكراهة مطلقاً إلى أبي حنيفةؒ وأنه الأصح بأنه على غير رواية الأصول وأنه صحح ما لم يسبقه أحد إلى تصحيحه وأنه صحح الضعيف وعمد إلى تعطيل ما فيه الثواب الجزيل بدعوى كاذبة بلا دليل ثم ساق كثيراً من نصوص كتب المذهب فراجعها فافهم. (الدرالمختار مع الشامي:٢/٤٣٥،مطلب في صوم الست من شوال،سعيد).

بدائع الصنائع میں ہے:

والإتباع المكروه هو أن يصوم يوم الفطر ويصوم بعده خمسة أيام، فأما إذا أفطر يوم العيد ثم صام بعده ستة أيام فيلس بمكروه ، بل هو مستحب وسنة. (بدائع الصنائع:٢/٧٨،سعيد).

فتاوی ہندیہ میں ہے:

عامة المتأخرين لم يروا به بأساً هكذا في البحر الرائق، والأصح أنه لابأس به كذا في محيط السرخسي، وتستحب الستة متفرقة كل أسبوع يومان كذا في الظهيرية. (الفتاوى الهندية: ١/٢٠١ ـ وكذا في فتاوى قاضيخان على هامش الهندية: ١/٢٠٦ ـ و البحرالرائق: ٢/٢٥٨).

فتاوی دارالعلوم میں ہے:

شوال کے چھ روزے شش عید کے نام سے مشہور ہیں، درمختار میں لکھا ہے کہ متفرق رکھنا ان کا بہتر اور مستحب ہے اور پے در پے رکھنا بھی مکروہ نہیں۔ (فتاوی دارالعلوم:٦/٤٩١، مدلل ومکمل، دارالاشاعت).

اسلامی فقہ میں ہے:

شوال کے مہینہ میں چھ روزے رکھنا بھی سنت ہے۔ (اسلامی فقہ:١/٤١٧،نفل روزے).

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے اپنی مشہور کتاب ''اعلاء السنن'' (٩/١٧٧) میں ان چھ روزوں کو مستحب قرار دیتے ہوئے ایک باب "باب استحباب صيام ستة من شوال" قائم کر کے حدیث ذکر فرمائی ہے۔

موجودہ دور کے مشہور محقق وفقیہ ''الدکتور وھبۃ الزحیلی'' نے اپنی کتاب ''الفقه الاسلامی وادلته'' میں ان

روزوں کو جو بالاتفاق بین الائمۃ مستحب ہیں، گنتے ہوئے نمبر چار میں شوال شوال کے چھ روزوں کو ذکر کیا ہے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ان روزوں کے استحباب پر چاروں مذاہب کے علماء متفق ہیں۔

مذکورہ کتاب کی عبارت ملاحظہ فرمائیں: وأيام صوم التطوع بالاتفاق ما يلي : ١ ... ٢ ... ٣ ... ٤ ـ صوم ستة أيام من شوال ، ولو متفرقة . (الفقه الاسلامي وادلته :٢ / ٥٨٨ـ٥٨٩،النوع الرابع، صوم التطوع،دارالفكر).

مزید ملاحظہ فرمائیں: فتاویٰ رحیمیہ :۲/ ۱۶،شوال کے چھ روزے۔ وبہشتی زیور:۳/ ۱۰،نفل روزے کا بیان۔ وعمدۃ الفقہ : ۳/ ۱۸۶،مستحب روزے۔ کتاب الفتاویٰ:۳/ ۴۴۲،شوال کے چھ روزوں کا حکم)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام صاحب کی طرف کراہت کی نسبت کا مطلب:

سوال: امام صاحب کی طرف کراہت کی نسبت ہے، اور یہ بات بھی طے ہے کہ عبادات میں امام صاحبؒ کا قول لینا چاہئے، اس کا کیا جواب ہے؟

الجواب: محققین فقہاء نے کراہت کی تردید فرمائی ہے، اور امام صاحب سے کراہت والا قول غیر ثابت قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ شامیؒ اس مسئلہ پر مفصل بحث کرنے بعد تحریر فرماتے ہیں:

... وتمام ذلك في رسالة " تحرير الأقوال في صوم الست من شوال " للعلامة قاسم وقد رد فيها على ما في منظومة التباني وشرحها من عزوه الكراهة مطلقاً إلى أبي حنيفةؒ وأنه الأصح بأنه على غير رواية الأصول، وأنه صحح ما لم يسبقه أحد إلى تصحيحه وأنه صحح الضعيف وعمد إلى تعطيل ما فيه الثواب الجزيل، بدعوى كاذبة بلا دليل، ثم ساق كثيراً من نصوص كتب المذهب، فراجعها فافهم.

(فتاوى الشامي: ٢/ ٤٣٥ ،مطلب في صوم الست من شوال،سعيد)

نیز علامہ یوسف بنوریؒ نے بھی کراہت والے قول کو صیغۂ تمریض سے بیان فرمایا ہے۔

ملاحظہ ہو معارف السنن میں ہے:

نسب إلى أبي حنيفةؒ ومالكؒ كراهتها ، وإلى الشافعيؒ وأحمدؒ استحبابها، والنقول التي حكاها المتأخرون من ابن نجيمؒ والكمالؒ وابن الكمالؒ، وغيرهم من علمائنا مضطربة، ولكن أفرد هذا الموضوع المحقق العلامة قاسم بن قطلوبغا برسالة خاصة سماها" تحرير

الأقوال في صوم الست من شوال" وحقق من نصوص المذهب استحبابها عند أبي حنيفةؒ وأبي يوسفؒ. (معارف السنن:٥/٤٣، سعيد۔وكذا في اعلاء السنن:٧/١٧٧۔١٧٨، ادارة القرآن).

رہی یہ بات کہ عبادات میں امام صاحب کا قول لینا چاہئے، یہ ہر جگہ متعین نہیں ہے، بلکہ جو حدیث کے موافق ہو اس کو لینا چاہئے، چنانچہ فقہاء کی تحریرات میں بھی یہ بات موجود ہے کہ کوئی فقہی مسئلہ حدیث کے موافق ہو تو اس سے عدول نہیں کرنا چاہئے، یعنی فتویٰ کے لیے اسی روایت کو اختیار کرنا چاہئے۔

ملاحظہ فرمائیں علامہ شامیؒ تحریر فرماتے ہیں:

قال في شرح المنية: ولا ينبغي أن يعدل عن الدراية إذا وافقتها رواية على ما تقدم عن فتاوى قاضيخان، ومثله ماذكر في القنية من قوله: وقد شدد القاضي الصدر في شرحه في تعديل الأركان جميعها تشديداً بليغاً فقال: وإكمال كل ركن واجب عند أبي حنيفةؒ ومحمدؒ. وعند أبي يوسفؒ والشافعيؒ فريضة، فيمكث في الركوع والسجود وفي القومة بينهما حتى يطمئن كل عضو منه، هذا هو الواجب عند أبي حنيفةؒ ومحمدؒ حتى لو تركها أو شيئاً منها ساهياً يلزمه السهو ولو عمداً يكره أشد الكراهة ... والحاصل أن الأصح رواية ودراية وجوب تعديل الأركان وأما القومة والجلسة وتعديلهما فالمشهور في المذهب السنية، وروي وجوبهما وهو الموافق للأدلة وعليه الكمال ومن بعده من المتأخرين وقد علمت قول تلميذه أنه الصواب. (شامي:١/٤٦٤، مطلب لاينبغي ان يعدل عن الدراية اذا وافقتها رواية، سعيد).

نیز اس کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں، تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: فتاویٰ دارالعلوم زکریا جلد دوم ص۵۴۹، نمازِ جمعہ کا بیان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عالمگیری وغیرہ میں " لابأس "کا مطلب:

سوال: عالمگیری وغیرہ میں "لا بأس" کہا گیا ہے جو خلافِ اولیٰ کے لیے بولا جاتا ہے، پس معلوم ہوا کہ خلافِ اولیٰ یعنی مکروہ ہے اس کا کیا جواب ہے؟

الجواب: عالمگیری وغیرہ کی عبارت میں " لا بأس "کا مطلب کراہت اور خلافِ اولیٰ نہیں ہے، بہت سی جگہوں میں " لا باس " مندوبات میں بھی استعمال ہوتا ہے، علامہ ابن نجیمؒ اور علامہ شامیؒ نے متعدد جگہوں پر اس کی صراحت کی ہے۔

ملاحظہ ہو شامی میں ہے:

كـلـمة " لا بـأس" قـد تستعمـل في المندوب ، كما في البحر من الجنائز والجهاد.

(شامی:۲/۱۸۰،سعید۔و۱/۱۱۹،سعید۔والبحرالرائق:۵/۱۹۲،کوئٹہ)۔**واللہ تعالیٰ اعلم۔**

امام مالکؒ نے بھی مکروہ فرمایا ہے اس کا مطلب:

سوال: امام مالکؒ نے بھی شوال کے شش روزوں کو مکروہ فرمایا ہے اس کی کیا توجیہ ہے؟

الجواب: علامہ ابن عبدالبرؒ نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ امام مالکؒ نے مکروہ اس لیے کہا کہ جاہل لوگ اس کو لازم اور ضروری نہ سمجھ لیں۔ ورنہ مالکیہ کے فروع میں شوال کے چھ روزوں کو مستحبات میں سے لکھا ہے ہاں اگر عید کے بعد متصلاً رکھے جائیں تو مکروہ ہے۔

ملاحظہ ہو الاستذکار میں ہے:

وأماصيام الستة من شوال على طلب الفضل وعلى التأويل الذي جاء به ثوبان ﷺ، فإن مالكاً لا يكره ذلك إنشاء الله ، لأن الصوم جنة وفضله معلوم... ومالك لايجهل شيئاً من هذا ، ولم يكره من ذلك إلا ما خافه على أهل الجهالة والجفاء إذا استمر ذلك ، وخشي أن يعدوه من فرائض الصيام مضافاً إلى رمضان ، وما أظن مالكاً جهل الحديث، والله أعلم.

(الاستذكار:۳/۳۸۰،باب جامع الصيام،دارالكتب العلمية، بيروت).

الدرالثمین میں ہے:

والمستحب: الأشهر الحرم، وصيام شعبان، وعشر ذي الحجة... وستة من شوال لفضلها. (الدرالثمين لابن عاشر:۳۲٤،دارالفكر۔وبداية المجتهد:۵/۲۲۵،كتاب الصيام الثانى ،وهو المندوب اليه)۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

محرم کے دسویں کے ساتھ گیارہویں روزہ کا حکم:

سوال: اگر کسی نے نویں کو روزہ نہیں رکھا بلکہ دسویں اور گیارہویں کو رکھا تو کیا حکم ہے؟

الجواب: محرم کی دسویں کو صرف ایک روزہ رکھنا مکروہ ہے، لیکن اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں کو رکھ لے تو کراہت نہیں رہتی، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بلا کراہت سنت ادا ہوگئی۔